65763- فیکٹری کی مشینوں پر زکاۃ نہیں، اور قرضدار پر زکاۃ

سوال

میرا بھائی زکاۃ کے حساب میں تعاون چاہتا ہے، وہ (جس کی زکاۃ میں نے ادا کی ہے) اس میں اسے یقین نہیں کیونکہ اس پر قرض ہے، اور اسی طرح اس کی رقم کو ابھی صرف تین ماہ گزرے ہیں، اس کے ساتھ وہ ایک فیکٹری کی مشینوں کا مالک ہے، تو کیا وہ اس کی زکاۃ ادا کرے گا ؟

پسندیدہ جواب

اول :

جس کی ملکیت میں مال ہو اس پر زکاۃ واجب ہے، اور اس پر قرض بھی ہو تو اس پر زکاۃ واجب ہے، اور یہ قرض زکاۃ پر اثر انداز نہیں ہوتا، امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کا مسلک یہی ہے.

نصاب کا مالک ہو جانے والے پر زکاۃ واجب ہونے کے عمومی دلائل اس پر دلالت کرتے ہیں.

اور اس لیے بھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عمال کو زکاۃ لینے کے لیے روانہ کیا کرتے، اور انہیں یہ تفصیل معلوم کرنے کا حکم نہیں دیتے تھے کہ وہ اصحاب اموال سے دریافت کریں کہ آیا ان پر قرض ہے یا نہیں ؟

اور اس لیے بھی کہ زکاۃ کا تعلق بعینہ مال کے ساتھ ہے، اور قرض کا تعلق ذمہ کے ساتھ ہے، لہذا اس میں سے ایک دوسرے کے لیے مانع نہیں.

شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

"اور جو قرض اس کے ذمہ ہے اہل علم کے صحیح اقوال کے مطابق وہ قرض زکاۃ کی ادائیگی میں مانع نہیں" انتہی

مجموع فتاوی الشیخ ابن باز (189/14).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

"میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ زکاۃ مطلقا واجب ہے، اگرچہ اس کے ذمہ
قرض بھی ہو جو نصاب میں کمی کرتا ہو، مگر وہ قرض جس کی ادائیگی کا وقت زکاۃ کا وقت
آنے سے قبل آجائے تو وہ قرض ادا کرنا واجب ہے، اور پھر جو مال باقی بچے اس کی زکاۃ
ادا کرے" انتہی

دیکھیں: الشرح الممتنع لابن عثیمین (39/6).

مزید تفصیل کے لیے دیکھیں: المجموع للنووی (317/5) نھایۃ
المحتاج (133/3) الموسوعۃ الفقھیۃ (247/23).

اور اس بنا پر جب زکاۃ کے نصاب والے مال پر ایک سال گزر جائے تو
آپ کے بھائی پر زکاۃ واجب ہے، اور اس پر موجود قرض کو صرف نظر کیا جائے گا لیکن اگر
قرض کی ادائیگی کا وقت زکاۃ کے وقت سے آگیا تو پھر قرض ادا کیا جائے گا اور باقی
بچنے والے مال پر زکاۃ ادا کی جائے گی.

دوم:

جس کی ملکیت میں نصاب کے مطابق نقدی ہو اور اس پر ایک برس گزر
جائے تو اسے (2.5%) کے حساب سے زکاۃ ادا کرنی واجب ہے.

اور زکاۃ کا نصاب یہ ہے: بچاسی گرام (85) سونا، یا پانچ سو
پچانویں (595) گرام چاندی کی قیمت کے برابر نقدی ہے.

اور اس پر سال کا حساب اس وقت سے شروع کیا جائے گا جب وہ نصاب کو
پہنچے، نا کہ اس نے جب بنک میں رقم رکھی تھی.

اور اگر وہ اس مال کو شرعی طریقہ پر تجارت میں لگاتا ہے، تو پھر
اصل رقم اور منافع دونوں کی زکاۃ دینا لازم ہے، اور یہ اصل رقم پر زکاۃ کے وقت ہی ادا
کی جائے گی.

اگر اس نے سال کے آخری تین ماہ میں منافع حاصل کیا اور اصل مال
پر سال گزرنے پر سارے مال پر زکاۃ واجب ہوگی: یعنی منافع کے ساتھ مال پر، حالانکہ
منافع پر ایک سال نہیں گزرا، مگر وہ سال گزرنے میں اصل مال کے تابع ہے.

یہاں ایک بات پر متنبہ رہنا چاہیے کہ سودی فائدہ کے بدلے میں بنک
میں رقم رکھنی کبیرہ گناہ اور حرام ہے جسے اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم نے حرام کیا ہے.

حفاظت کی ضرورت کے پیش نظر بنک میں رقم رکھنا جائز ہے، لیکن شرط
یہ ہے کہ رقم بغیر فائدہ کے رکھی جائے، مزید تفصیل کے لیے سوال نمبر (
49677) اور (
22392) کے جوابات دیکھیں.

سوم :

زکاۃ صرف مخصوص اموال میں واجب ہے جسے شریعت نے بیان کیا ہے ان
اموال میں نقد رقم، چوپائے (اونٹ، بھیڑ بکری، گائے) تجارتی سامان شامل ہیں، لیکن
انسان کی ملکیت میں جو گھر، یا گاڑی، یا عمارتیں ہیں ان پر زکاۃ نہیں، لیکن اگر یہ
بھی تجارتی اغراض کے لیے ہوں تو پھر ان میں بھی زکاۃ ہوگی.

اور عادتا فیکٹریاں سامان، اور پیداواری اشیاء پر شامل ہوتی ہیں
جس کی تجارت کی جاتی ہے، تو اس کی زکاۃ تجارت کی زکاۃ ادا کی جائے گی، تو اس طرح
سال کے آخر میں اس کی قیمت سے (2.5%) کے حساب سے زکاۃ نکالی جائے گی.

اور جو عمارتیں اور مشینیں تجارت اور فروخت کرنے کی غرض سے نہ
ہوں ان میں زکاۃ نہیں ہے.

کشاف القناع میں ہے کہ :

اور صناعی آلات اور تجارتی سامان اور عطار اور تیلی کی شیشیوں (
یعنی انا کے باردانہ) وغیرہ میں زکاۃ نہیں ہے، مثلا تیل اور شہد کا کاروبار کرنے
والے کے برتنوں پر، لیکن اگر وہ یہ برتن اور شیشیاں فروخت کرنے کی غرض سے ہوں تو
پھر اس میں بھی زکاۃ ہوگی کیونکہ یہ تجارتی مال ہے. اھ

دیکھیں : الکشاف القناع (244/2).

اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

پرنٹنگ پریس، اور فیکٹریوں کے مالکان پر ان اشیاء میں زکاۃ ہے جو فروخت کے لیے تیار کردہ ہیں، لیکن وہ اشیاء تو استعمال کے لیے ہیں ان میں زکاۃ نہیں، اور اسی طرح جو گاڑیاں اور قالین، اور برتن وغیرہ استعمال کے لیے ہوں ان میں بھی زکاۃ نہیں ہے.

اس کی دلیل ابوداود کی مندرجہ ذیل حدیث ہے جسے حسن سند کے ساتھ روایت کیا گیا ہے:

سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم جو اشیاء فروخت کے لیے تیار کریں اس کی زکاۃ ادا کریں" انتہی

ماخوذ از: مجموع فتاوی الشیخ ابن باز (186/14).

واللہ اعلم.